لے کر منتہی تک کے لیے مفید ہے، جس میں مقالے کے عنوان سے لے کر رموز واوقاف تک تمام مباحث اور طریقِ کار کو آسان پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر چند قابلِ ذکر مشمولات یہ ہیں: اقتباس کا مسئلہ، ماخذ کی نشان دہی کے مسائل، حوالہ درج کرنے کا طریقہ، کتابیات کا مفہوم، فہرستِ اسنادِ محولہ کی ترتیب، حاشیے اور تعلیق کا فرق، ترتیب و تدوین کے تقاضے وغیرہ۔ یہ وہ اہم موضوعات ہیں جن کے تمام قابلِ ذکر پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

تحقیقی مقالات کے ضمن میں جو مسائل درپیش ہوتے ہیں اُن میں ایک مسئلہ اقتباسات کا بھی ہے، جو دراصل افراط و تفریط کا شکار ہے چناں چہ ایک طرف تو بعض مقالات طویل اور مسلسل اقتباسات کا پلندہ بن کر رہ جاتے ہیں اور دوسری جانب کہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ مقالہ نگار کی بات کہاں ختم ہوئی ہے اور اقتباس کا خلاصہ کہاں سے شروع ہو رہا ہے؟ اگر اس جدید طریقے کا غلط استعمال یوں ہی جاری رہا تو ہر سرقہ کسے کہا جائے گا؟ اسی طرح بعض مقالات میں پورا حوالہ تو درکنار، ضروری کوائف بھی فراہم نہیں کیے جاتے۔ صرف کتاب کا نام اور صفحہ نمبر دے دیا جاتا ہے۔

بلاشبہ فاضل مؤلف اور ناشر دونوں ہی لائق مشکور اور مبارک باد کے مستحق ہیں، جنھوں نے مستقبل کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ قابلِ تحسین خدمت انجام دی۔ کیا ہی اچھا ہو، جو اُردو میں تحقیقی مقالہ نگاری کے ان جدید تر اور سائنٹیفک اصولوں کو جامعات کے اندر اور باہر ہر دو سطحوں پر اپنا لیا جائے۔

۲۔ ''شمالی علاقہ جات میں اُردو زبان و ادب''

مؤلفہ: ڈاکٹر عظمیٰ سلیم

ناشر: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

صفحات: ۴۱۶/ سنہ اشاعت: ۲۰۰۸ء

مبصر: ڈاکٹر شاہ انجم، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج، حیدر آباد

پیشِ نظر تالیف دراصل ڈاکٹر عظمیٰ سلیم کے تحقیقی مقالے کی کتابی صورت ہے۔ اس مقالے پر انھیں سندھ یونیورسٹی، جام شورو سے سندِ فضیلت عطا ہوئی۔ چوں کہ یہ مقالہ بڑی عمدگی سے اپنے موضوع کا احاطہ کرتا ہے لہٰذا اس کی افادیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مقتدرہ نے بجا طور پر اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کرکے ایک اہم فریضہ انجام دیا ہے۔

بلاشبہ مقتدرہ ایسے اہم ادارے کی طرف سے اس مقالے کی اشاعت کو پاکستان میں اُردو تحقیق کی پیش رفت کے لیے حوصلہ افزا کاوش قرار دی جاسکتی ہے۔ اب مقالے کے مشمولات کی طرف آتے ہیں:

مذکورہ مقالے میں مقدّمے کے علاوہ سات ابواب ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:

باب اوّل: شمالی علاقہ جات کا تعارف

باب دوم: شمالی علاقہ جات میں اُردو زبان کا آغاز

باب سوم: شمالی علاقہ جات میں اُردو ادب کے فروغ کے محرکات

باب چہارم: شمالی علاقہ جات میں اُردو کے مقامی شعراء

باب پنجم: شمالی علاقہ جات میں اُردو شاعری کا تنقیدی جائزہ

باب ششم: شمالی علاقہ جات میں اُردو نثر کا تنقیدی جائزہ

باب ہفتم: شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی زبانوں کے اُردو زبان و ادب پر اثرات

آخر میں کتابیات کے علاوہ ضمیمہ جات بھی ہیں۔

پیش لفظ میں پروفیسر فتح محمد ملک نے بڑے جامع انداز میں مقالے اور مقالہ نگار کا تعارف کرایا ہے۔

کتاب کے مقدّمے میں فاضل مقالہ نگار نے جہاں اپنے موضوع کا بھرپور اجمالی تعارف کرایا ہے وہاں اپنے تحقیقی طریقِ کار کو بھی مفصل بیان کیا ہے۔ کتابیات اور حوالہ جات پر ایک نظر ڈالنے سے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ مقالہ نگار نے اُردو اور انگریزی کے اہم ماخذات کے ساتھ ساتھ بعض تاریخی دستاویزات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں مقالہ نگار نے سوال نامے اور انٹرویو کے ذریعے بھی بعض اہم معلومات فراہم کی ہیں۔

یوں تو سبھی ابواب اہم ہیں جن کے ذریعے مذکورہ موضوع پر تجزیاتی معلومات کو تدریجاً سامنے لایا گیا ہے لیکن لسانیاتی اعتبار سے باب ہفتم زیادہ اہمیت کا حامل نظر آتا ہے کیوں کہ اس باب میں جہاں اُردو زبان کی اثر پذیری کا مطالعہ کرتے ہوئے پندرہ علاقائی زبانوں پر اُردو کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے وہیں اُردو پر مرتب ہونے والے علاقائی اثرات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ لسانیات سے دل چسپی رکھنے والے طالبِ علموں کے لیے بھی یہ مقالہ خصوصی کشش رکھتا ہے کیوں کہ اس میں شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی زبانوں کا تعارف اور اُردو کے ساتھ ان کے روابط و باہمی لین دین پر اچھے انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاقائی زبانوں کے جائزے میں مقالہ نگار نے بتایا ہے